دینی تعلیم کی اہمیت

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

دینی تعلیم کی فضلیت وضرورت

دینی تعلیم کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں، جس نے اپنا مبارک ومعجز کلام نازل فرما کراوراپنے برگزیدہ انبیاء کومبعوث کر کے بندوں کی صلاح وفلاح اور ہدایت ونجات کا سامان کر دیااور درود وسلام نازل ہواللہ کے حبیب محمد عربی ﷺ پر جنہوں نے اپنی واضح ہدایات اور ناصحانہ تعلیمات کے ذریعے طریق فلاح وراہ نجات کومشخص فرمایااور دوزخ کے گڑھے میں گرنے اور جہل تو جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے سے ہم کوبچالیا۔

امابعد: مادیت پرستی کے اس دور میں اکثر لوگ جس طرح مادہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اوراس کی ترقی کواپنی ترقی ،اس کے حسن کواپنا حسن ،اس کے بارے میں غور وفکراور جدوجہد کواپنی زندگی کا نصب العین خیال کیے ہوئے ہیں ، یہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے اوراسی مادیت پرستی کا نتیجہ ہے کہ لوگوں میں نیکیوں سے غفلت ولاپروائی ،منکرات ومحرمات میں انہماک ومشغولی،معروفات سے اعراض وروگردانی خداورسول سے بغاوت وسرکشی اورنفس وشیطان کی اطاعت وپیروی جیسے مہلک وخطرناک روگ جنم لے رہیں ہیں بلکہ جڑ پکڑ رہے ہیں۔

مادیت پرستی کے ان ہولناک وخطرناک نتائج میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علم

دین کی تحصیل کولغواور فضول بلکہ (نعوذ باللہ) بے ہودہ حرکت خیال کیا جارہا ہے، اس کے برخلاف دنیوی علوم وفنون کی تحصیل کو نہ صرف یہ کہ اچھا اور پسندیدہ بلکہ ضروری ولازمی قرار دیا جاتا ہے۔ نیز والدین اور سرپرست اپنے بچوں کو اور ماتحتوں کو مادی وفانی زندگی کے بنانے سنوارنے، اس میں ترقی کرنے اور نام کمانے کی ترغیب اور حکم دیتے ہیں، فانی لذتوں کی تحصیل کا سبق پڑھاتے ہیں، اس کے لیے انہیں تدبیریں سکھاتے ہیں، نیز مادی ودنیوی تکالیف اور مصائب سے ان کو بچنے کی تاکید کرتے ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی شکلیں اور تدبیریں بتاتے ہیں، لیکن یہی شفیق ماں باپ اور کرم فرما سرپرست اپنے بچوں اور ماتحتوں کو علم دین سے آراستہ کرنے اور ان کی آخرت کی حقیقی ودائمی زندگی کے بنانے اور جہنم کی ہولناکیوں اور پریشانیوں سے بچانے کی فکر نہیں کرتے۔

چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ ماں باپ اور بچوں کے سرپرست اپنے بچوں اور ماتحتوں کو علم دنیویہ وفنون طبعیہ سے آراستہ کرنے کے لیے ان کو اسکولوں، کالجوں اور دوسرے اداروں میں داخلہ کرواتے ہیں اور پورے اہتمام سے پڑھنے اور سیکھنے روانہ کرتے ہیں، اسمیں ان کی طرف سے کوتاہی ہوجائے تو اسکولوں اور کالجوں اور اداروں سے منت سماجت کرتے پھرتے ہیں اور بچوں سے کوتاہی ہوجائے تو بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور سزائیں دیتے ہیں۔

مگر ہائے افسوس! یہی ماں باپ اور سرپرست حضرات دین کے بارے میں اس قدر سرد مہری اور لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ہم اس کی توحید کرنے سے قاصر ہیں، اولاً تو بچوں کو دین کی تعلیم ہی نہیں دیتے، اگر دیتے ہیں تو نہایت لاپروائی اور غفلت سے کہ دل میں آیا تو مدرسہ بھیج دیا، جی چاہا تو نہ بھیجا، پھر بہانے ہزار کہ کبھی شادی بیاہ میں شرکت کا بہانہ کبھی دادادادی، نانانانی کی زیارت وملاقات کا حیلہ، کبھی

بیماری کا عذر، کبھی اسکول میں امتحان کا بہانہ وغیرہ وغیرہ، پھر پڑھتے کیا ہیں۔ قرآن کریم دیکھ کر اور بس، نہ نماز سیکھی، نہ روزہ کو جانا، نہ فرائض کا علم ہوا، نہ واجبات وسنن سے واقفیت، پھر اگر استاد کی طرف سے کچھ سزا ہو جائے تو استاذ سے لڑنے تیار، استاذ کا احسان ماننا تو دور کی بات ہے۔

غور کیجئے کہ دین دنیا کے معاملات میں یہ فرق کیوں پایا جا رہا ہے؟ کہ ایک طرف دنیا اور دنیوی علوم کو ترجیح دی جا رہی ہے، اس کے لیے روپیہ پیسہ بھی بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے، صرف ایک ایک سیٹ کے حاصل کرنے کے لیے ہزاروں نہیں، لاکھوں خرچ کیے جا رہے ہیں، مصائب وتکالیف برداشت کیے جا رہے ہیں اور ان علوم وفنون اور مادی وفانی عہدوں اور منصبوں کی عظمت کے گیت گائے جا رہے ہیں، جو ان کو حاصل نہ کرے، اس کو بے وقوف، احمق اور ذلیل کہا جا رہا ہے، دوسری طرف دین اور علم دین کی تحقیر وتوہین ہو رہی ہے، اس کے لیے خرچ کرنا تو دور رہا، خرچ دے کر پڑھایا جائے تو بھی اس طرف آنا مشکل ہے۔ دین اور علم دین کے علمبرداروں کو بنظر تحقیر دیکھا جا رہا ہے۔ ان کو ذلیل وخوار سمجھا جا رہا ہے، علم دین کو ایک فضول چیز خیال کیا جا رہا ہے، اس کی تحصیل کو بے ہودہ رحمت قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ مادیت لوگوں پر غالب آ گئی ہے۔ لہٰذا لوگ جب بھی سوچتے ہیں تو مادی زندگی ہی کے متعلق سوچتے ہیں اور جب بھی کچھ کرتے ہیں تو اسی دنیوی زندگی کے لیے کرتے ہیں، لہٰذا ان کا سب کچھ صرف اسی مادی زندگی کے لیے ہے اور اس کا علاج یہی ہے کہ لوگوں کی توجہ مادہ سے ہٹا کر روح وروحانیت کی طرف لگا دی جائے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیوی علوم وفنون اور مادی کاروبار سے بالکلیہ الگ ہو جایا جائے، بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان کو اصل مقصود زندگی کا نصب العین نہ خیال

کرلیا جائے، ان کو ضروری ضرور سمجھئے ،لیکن ایسا ضروری نہیں جیسے انسان کے لیے کھانا، پانی، بلکہ ایسا جیسا انسان کے لیے بیت الخلاء،مگر کون نہیں جانتا کہ دونوں کی نوعیت ضرورت میں زمین وآسمان کا فرق ہے؟اسی فرق کے پیش نظر انسان کھانے پینے کے سلسلے میں بڑی جدوجہد وکوشش وسعی کرتا ہے اور زیادہ وقت اس کے لیے لگاتا ہے اور بیت الخلاء کے لیے ایسا نہیں کرتا کہ باربار وہاں جاکر بیٹھ جائے، اور وہاں زیادہ وقت لگائے ، بلکہ جب ضرورت لاحق ہوئی ،جاتا ہے اور فراغت پاکرفوراً واپس آجاتا ہے۔اسی طرح ہم کو چاہئے کہ علوم دنیویہ کواور مادی کاروبار کو ضرورت کی حد تک ضروری سمجھیں، یہ نہیں کہ سب کچھ اس کے لیے لگادیں اور علوم دین اور دین کو غذا کے درجہ میں سمجھیں۔

الغرض آج اسکی بڑی ضرورت ہے کہ لوگوں کوعلم دین سے وابستہ کیا جائے اورخصوصاً والدین اورسرپرستوں کواپنے بچوں اور ماتحتوں کی تعلیم وتادیب کی طرف متوجہ کرایا جائے اوراس کی اہمیت وضرورت کوان کے سامنے واشگاف انداز میں پیش کیا جائے۔ اسی غرض کوسامنے رکھ کر یہ مختصر رسالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس کومفید اورنافع اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت وسامان نجات بنائیں۔فقط

محمد شعیب اللہ خان

۱۰رمحرم الحرام ۱۴۱۰ھ

فصل اول
علم دین حاصل کرنے کی ضرورت

ہم اور آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہمارا آقا اور معبود ہے اور یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ بندہ اور غلام پر اپنے آقا کی غلامی لازم ہے اور غلامی کا مطلب یہ ہے کہ آقا جو حکم دے ،اس کو بجالائے اور جس سے وہ منع کرے اس سے رک جائے ،لہٰذا ہم پرضروری ہے کہ ہم اللہ کے حکموں کو بجالائیں اور اس نے جن باتوں سے منع کیا ہے اس سے بچیں،مگر سوال یہ ہے کہ ہم کو کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ کا کیا حکم ہے اور اس نے کن باتوں سے ہم کو منع کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن باتوں کا حکم دیا ہے اور کن چیزوں سے منع فرمایا ہے ،یہ سب قرآن اور حدیث رسول ﷺ میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور جو باتیں ذرا مشکل تھیں اور ان کو عام لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے ،ان کو حضرات علماء وفقہاء نے اپنی کتابوں میں وضاحت سے بیان کر دیا ہے، ان میں بہت سی کتابوں میں صرف روزمرہ کی زندگی کے مسائل جمع کر دیئے ہیں، ان کو فقہ کی کتابیں کہتے ہیں۔ الغرض ہم کو اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ملیں گے ،لہٰذا ہم کو اللہ کے غلام اور بندے بننے کے لیے پہلے قرآن اور حدیث اور فقہ کی کتابوں کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہوگا ، اس کے بغیر ہم صحیح معنی میں اللہ کے بندے اور غلام نہیں بن سکیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین اور شریعت کا علم یعنی قرآن وحدیث اور فقہ کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، بغیر اس کے کوئی شخص صحیح معنی میں اللہ کا غلام اور مسلمان نہیں بن سکتا، کیوں کہ مسلمان ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اللہ کی اطاعت و بندگی اور غلامی کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے اور یہ بات اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک آدمی اللہ کے احکام پر نہ چلے اور اللہ کے احکام پر چلنے کے لیے پہلے اللہ کے احکام کا جاننا ضروری ہے اور اللہ کے احکام قرآن وحدیث اور فقہ میں ملیں گے، تو پہلے ان کا جاننا اور علم حاصل کرنا ضروری ہوا۔

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان کو اللہ کا بندہ بننے اور صحیح معنی میں مسلمان بننے کے لیے علم دین کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اب ہم قرآن اور حدیث اور فقہ کی کتابوں اور علماء کے اقوال سے یہ بتائیں گے کہ علم دین حاصل کرنا ضروری اور مسلمانوں کا فرض ہے۔

۞ علم دین کی ضرورت قرآن سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یاایھاالذین آمنوا قواانفسکم واھلیکم نارا و قو د ھا الناس والحجارة علیھاملائکة غلاظ شدادلایعصون اللّٰہ ماامرھم ویفعلون مایومرون﴾. (سورۂ تحریم:٦)

اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج اور مضبوط فرشتے (مقرر) ہیں، جو خدا کی کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیا گیا ہے، نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے، وہ اس کو بجالاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ تم اپنے آپ کو

اور اپنی آل واولاد کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، یہاں دوزخ سے بچنے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کو دوزخ میں لے جانے والی قرار دیا گیا ہے، ان سے خود بھی بچے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے اور دوزخ میں لے جانے والی چیزیں کون کونسی ہیں، یہ قرآن وحدیث پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن حدیث اور دین کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے تاکہ وہ دوزخ میں لے جانے والی باتوں سے بچ سکیں اور دوسروں کو بھی بچا سکیں۔

پھر اس آیت سے یہ اشارہ بھی ملا کہ اگر ہم نے قرآن وحدیث سے دوزخ میں لے جانے والی چیزوں کو معلوم نہ کیا اور اس سے نہ بچے تو جہنم میں جانا پڑے گا اور یہ جہنم بھی کیسی کہ اس کی آگ آدمی اور پتھر سے دھکائی گئی ہے اور اس پر بڑے غصہ والے اور سخت جسم کے فرشتے مقرر ہیں۔ لہٰذا جہنم سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن وحدیث کا علم حاصل کریں اور اس کے مطابق زندگی گذاریں اور اللہ کی غلامی وبندی کا حق ادا کریں۔

ایک دوسرے موقع پر قرآن کریم میں آیا ہے:

﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [نحل:۴۳]

(. پس تم علماء سے پوچھ کر (معلوم کرلو) اگر تم کو علم نہ ہو)

امام غزالیؒ نے اس آیت سے علم حاصل کرنے کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔(۱)

اور ہم نے علم حاصل کرنے کی ضرورت پر استدلال کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے علم پر لازم ہے کہ وہ علماء سے علم حاصل کرے، یہ اس

---

(۱) احیاء العلوم: ۸/۱

پرضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہےاوراللہ کا حکم واجب التعمیل اورضروری ہوتا ہےاوراس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم اہل علم یعنی عالموں سے حاصل کرنا چاہئے، جاہل اور بےعلم لوگوں سے حاصل نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ وہ خود علم کےمحتاج ہیں تو دوسروں کو کیا سکھائیں گے؟

علم دین کی ضرورت حدیث سے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم لوگ فرائض اور قرآن کا علم حاصل کرواورلوگوں کوسکھاؤ، کیونکہ میں عنقریب اٹھالیا جانے والا ہوں۔(۱)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں کا علم حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ایک قرآن کا علم، دوسرے فرائض کا،فرائض سے مراد وہ تمام باتیں ہیں جن کا معلوم کرنا اورسیکھنا ضروری ہے۔(۲)

اس سےعلم دین کا حاصل کرنا ضروری ثابت ہوا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ منافق میں جمع نہیں ہوتیں،ایک اچھے اخلاق، دوسرے دین کی سمجھ(علم دین)(۳)

اس حدیث کا ایک عام مطلب یہ ہے کہ منافق میں اخلاق اوردین کی سمجھ جمع نہیں ہوسکتے، اگر دین کا علم ہےتو اخلاق نہ ہوں گےاوراخلاق ہوں تو دین کا علم نہ ہوگا،اوراس حدیث کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ منافق میں یہ دونوں چیزیں نہ ہوں گی، نہ وہ اخلاق والا ہوگا، نہ علم دین سے آراستہ ہوگا،اس صورت میں جمع نہ ہونے کا مطلب

(۱)رواہ الترمذی کذافی المشکوۃ:۳۵(۲)حاشیہ مشکوۃ عن المرقاۃ:۱/۳۰۰(۳)مشکوۃ:۳۴

یہ ہے کہ یہ دو خصلتیں نفاق کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں، جو منافق ہوگا اس میں نہ علم ہوگا نہ اخلاق ہونگے، اس معنی کے لحاظ سے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم نہ ہونا منافق کی علامت ہے، لہٰذا علم مسلمان کے لیے ضروری ہے تا کہ وہ نفاق سے دور ہو، اس سے بھی مسلمان کے لیے علم کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر علم کا طلب کرنا فرض ہے۔ (۱)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازم اور ضروری ہے اور جو ضروری ہو اس میں کوتاہی کرنا گناہ کی بات ہے، اس لیے چاہیے کہ ہر مسلمان علم دین حاصل کرے۔

صحابہ کرام کے ارشادات

احادیث کے بعد ہم حضرات صحابہ کرام کے اقوال وارشادات بھی نقل کرتے ہیں:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا تم فرائض اور اعراب (قرآن پر زیر، زبر، پیش لگانا) اور حدیث کا علم حاصل کرو، جیسے تم قرآن سیکھتے ہو۔ (۲)

(۲) حضرت عمر ہی سے یہ بھی نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم فرائض کا علم حاصل کرو کیونکہ یہ بھی تمہارے دین میں سے ہے۔ (۳)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو قرآن سیکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ فرائض بھی سیکھے۔ (۴)

---

(۱) مشکوٰۃ: ۳۴ یہ روایت سند کے لحاظ سے کمزور ہے مگر اس کے متعدد طرق ہیں لہٰذا اس کا ضعف منجبر ہوسکتا ہے اور معنی کے لحاظ سے اس میں کوئی اشکال نہیں (۲) سنن سعید بن منصور قسم اول: ۲/۳ (۳) ایضاً (۴) ایضاً (۵) فتح الباری ۵/۱۲

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔(۵)

ان سب روایتوں میں فرائض کے لفظ سے بہت سے علماء میراث کے مسائل مراد لیتے ہیں، مگر ملاعلی قاری نے اس حدیث کے تحت فرمایاہے جو ہم نے اوپر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے (جس میں رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی لفظ فرائض میں استعمال فرمایا ہے) کہ مراد اس سے وہ تمام ضروری باتیں ہیں جن کا سیکھنا واجب ہے اور یہی بات صحیح ہے۔(۱)

اس صورت پر ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ وہ تمام باتیں سیکھنا بھی مسلمان کے ذمہ ہے، جو فرض و واجب اور ضروری ہیں، اس طرح حضرت عمر کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ حدیث کا علم حاصل کرنا اور زیر زبر پیش وغیرہ لگانے کا سیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس کو کیسے پڑھا جائے گا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے، اس سے پہلے کہ علم اٹھالیا جائے۔(۲)

حضرت علماء کے اقوال

قرآن کریم کی آیات رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور صحابہ کے ارشادات کے پیش نظر علماء اور فقہاء نے علم دین کو ضروری اور لازم قرار دیا ہے۔

علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ آیت ''یاایھاالذین آمنوا قوا انفسکم ''الخ کے تحت فرماتے ہیں:

''واستدل بھاعلی أن الرجل تعلم ما یجب من الفرائض وتعلیمه

(۱) حاشیہ مشکوۃ: ۳۵ (۲) بیہقی کذافی مفتاح الجنۃ للسیوطی: ۳۵ (۳) روح المعانی ۱۵۹/۲۸

لھو لاء". اس آیت سے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ آدمی پر فرائض وواجبات کا علم حاصل کرنا اور اپنے اہل وعیال کو ان کی تعلیم دینا واجب ہے۔(۳)

اسی تحت کے علامہ جلال الدین السیوطیؒ فرماتے ہیں:

"ففیھاان الرجل یجب علیه ان تعلم مایجب علیه من الفرائض. وتعلیمه زوجه وولده وعبده وامته. اس آیت میں یہ مسئلہ ہے کہ مرد پر فرائض وواجبات کا سیکھنا اور اپنی بیوی، بچے، غلام اور باندی کو سکھانا ضروری ہے۔(۱)

❁ **شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ فرماتے ہیں:**

جاننا چاہیئے کہ ہم پر چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔(ان میں سے) پہلی بات علم ہے، یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے نبی علیہ السلام اور دین اسلام کو دلیلوں سے جاننا۔(۲)

❁ **علامہ شامیؒ درمختار کی شرح میں فرماتے ہیں:**

"اسلام کے فرائض میں سے ان باتوں کا علم حاصل کرنا بھی ہے جن کی دین کے قائم کرنے، اخلاص للہ اور لوگوں سے میل جول اور سلوک کرنے میں بندہ کو ضرورت پڑتی ہے، اس کے بعد ہر مکلّف مرد وعورت پر وضو، غسل، نماز، روزہ، (کے مسائل) کا جاننا اور صاحب نصاب کے لیے زکوۃ کا اور جس پر حج فرض ہو اس کا حج کا، اور تجارت کرنے والے پر خرید وفروخت کے مسائل کا جاننا فرض ہے۔ اسی طرح دوسرے پیشہ والوں اور کسی بھی کام میں مشغول ہونے والوں پر اس سے متعلق علم دین حاصل کرنا فرض ہے تا کہ وہ حرام سے بچ سکے۔(۳)

❁ **حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:**

---

(۱) الاکلیل فی استنباط التنزیل ص:۲۱۴ (۲) ثلاثۃ الاصول (۳) ردالمختار للشامی ۱/۱۴۲

''جاننا چاہئے کہ جس کا کام کرنا بندہ پر فرض ہے اس کام کے کرنے کا طریقہ بھی سیکھنا فرض ہے اور جس کا کام کرنا مستحب ہے اس کا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔پس جب نماز فرض ہوگی اس کے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہوں گے، اسی طرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کرے گا تو نوکری، تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں، ان کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا لازم ہوگا۔''(۱)

حضرات علماء وفقہاء کے ان بیانات سے بخوبی یہ ثابت ہوگیا کہ دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کرنا اسلام کے فرضوں میں سے ایک فرض اور ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے۔

صاحبو! غور کرو کہ ہم نے اتنے بڑے فرض کو ادا کرنے کے لیے کچھ محنت وجدوجہد کی ہے؟ کیا ہم خدا کے غلام نہیں ہیں؟ اگر ہیں جیسا کہ یہ مسلم اور ایک حقیقت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی غلامی اور بندگی کرنے کے لیے اس کی مرضیات ونامرضیات کو معلوم کرنا اور مرضیات کے مطابق عمل کرنا اور نامرضیات سے دور رہنا ضروری نہیں؟ پھر ہم کیسے غلام ہیں کہ ہم کو یہی معلوم نہیں کہ ہمارا آقا اور معبود ہم سے کیا چاہتا ہے، وہ ہمیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے اور کن باتوں سے منع کرتا ہے؟

اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم جلد سے جلد قرآن، حدیث اور فقہ کا علم حاصل کرکے، اس کے مطابق زندگی گزاریں۔

فصل دوم

علم دین حاصل کرنے والی کی فضیلت

جب علم دین حاصل کرنا اتنا بڑا فرض اور اہم فرض ہے تو اس کام میں لگنے

(۱) بہشتی زیور: ۱/۶۷

والے کی فضیلت بھی ضرور ہوگی، جیسے نماز اہم کام ہے تو نمازی کا رتبہ اور مقام ہے،اسی طرح علم حاصل کرنے والے کی بھی بڑی فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

﴿یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوالعلم درجات واللّٰہ بماتعلمون خبیر﴾.

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا ہے،اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔(سورہ المجادلۃ:١١)

رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں، میں تو (علم) تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی دینے والے ہیں۔''(١)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ دین کا علم وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین کا علم حاصل کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اور جو علم دین حاصل نہیں کرتے ، وہ اللہ کی طرف سے بھلائی اور رحمت سے محروم رہتے ہیں۔کس قدر خوش قسمت ہے وہ شخص جو دین کا علم حاصل کر کے اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرتا ہے، پھر اس حدیث میں غور کرو کہ اس میں یہ نہیں فرمایا ہے کہ آخرت کی بھلائی ہی علم دین حاصل کرنے والے کو ملتی ہے ، بلکہ صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کو بھلائی ملتی ہے،لہٰذا دین اور دنیا دونوں کی بھلائی علم دین حاصل کرنے والے کو ملتی ہے۔

(١) بخاری کتاب العلم ١٦/١

بھائیو اور بہنو! کیا اس سے زیادہ کوئی اور چیز چاہئے، اس سے بڑی کوئی نعمت ہے کہ اللہ کی طرف سے دین و دنیا کی بھلائی مل جائے؟ ہر گز نہیں، لہٰذا اتنی بڑی نعمت کو نہ ٹھکراؤ، بلکہ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ علم دین حاصل کرنے میں لگ جاؤ، دنیا کا علم تم کو صرف دنیا کی چند روزہ زندگی میں تھوڑی بہت فانی راحت ولذت دے گا اور یہ بھی کوئی ضروری نہیں، بہت سے لوگ دنیا کا علم حاصل کرکے پھر بھی پریشان رہتے ہیں اور دین کا علم حاصل کرنے والے کو دین و دنیا دونوں کی بھلائی مل جاتی ہے اور اس کا گویا خدا کی طرف سے وعدہ ہے اور خدا کا وعدہ ٹلتا نہیں۔

ایک اور حدیث میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔''(۱)

اس حدیث میں علم حاصل کرنے والے اور اسکی تلاش میں نکلنے والے کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ نیز اس میں اشارہ ہے کہ علم حاصل کرنے والے کے لیے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے، یعنی عمل کا راستہ آسان ہو جاتا ہے جس سے وہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔

صاحبو! اس سے بڑی کیا چیز چاہئے کہ اللہ تعالیٰ علم دین حاصل کرنے والے کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں، دنیوی علم حاصل کرنے سے ممکن ہے کہ دنیا کی زندگی میں چند مشکلات آسان ہو جائیں۔ کھانے پینے، رہنے سہنے کی منزلیں آسان ہو جائیں، لیکن کیا اس سے جنت مل جائے گی؟ نہیں، تو پھر اس فانی زندگی کی چند منزلوں کو آسان کرنے کے لیے ہم جنت کے راستہ سے غافل ہو جائیں تو کیا یہ

(۱) مسلم ۳۴۵/۲

ہماری نالائقی شمار نہ ہوگی، پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جنت کا راستہ آسان کرنے کے لیے علم دین حاصل کر کے، اس پر عمل کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جس شخص کی موت آ گئی اس حال میں کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کی غرض سے علم دین حاصل کر رہا تھا تو اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔''(۱)

دیکھو، اس حدیث سے علم حاصل کرنے والے کی کس قدر فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اگر علم حاصل کرتے کرتے، اس کا انتقال ہو گیا تو جنت میں وہ نبیوں کے قریب ہوگا، اور اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

بھائیو اور بہنو! یہ نہ سوچو کہ مدرسہ میں داخلہ لے کر ہی ہم طالب علم بن سکتے ہیں، بلکہ کسی بھی صحیح طریقہ سے علم حاصل کرنے میں لگ گئے تو اس کی یہی فضیلت ہے، مثلاً گھر میں کتابوں کا مطالعہ کر کے یا کسی عالم سے پوچھ پوچھ کر، یا مدرسہ میں داخل ہو کر، یا تبلیغی جماعت میں نکل کر، غرض کسی بھی صحیح طریقہ سے علم حاصل کرنے میں لگ گئے تو یہ فضیلت مل جائے گی، اور اس طرح ہم عمر بھر طالب علم رہ سکتے ہیں۔ اور جب بھی مریں گے یہ بات ہمارے لیے مقدر ہوگی، مرنا تو بہرحال ہے، کیوں نہ علم دین حاصل کرتے ہوئے مریں اور یہ فضیلت پائیں۔

بہرحال دین کا علم حاصل کرنے والے کی بڑی فضیلت اور اس کا بڑا مرتبہ ومقام ہے، ہم جب دنیا کے عہدوں، مرتبوں اور فانی و مادی چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور پھر بھی ان کا مل جانا یقینی نہیں ہوتو اس یقینی

(۱) رواہ الدارمی مرسلاً عن الحسن مشکوۃ ص: ۳٦

مرتبہ ومقام کو حاصل کرنے کے لیے ذرا محنت کیوں نہ کریں۔اور خدا اور سول کا قرب کیوں نہ پائیں۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ بڑی سے بڑی دولت وسیع سے وسیع سلطنت وحکومت ، بلند قامت وفلک بوس عمارات، حیرت انگیز ایجادات، محیر العقول اوزار وہتھیار، لذیذ ترین مطعومات،روح فزا آفریں سامان واسباب معزز ترین عہدے ومناصب، اونچی اونچی ڈگریاں، بلند پرواز ذہانت،قوی سے قوی مادی استعداد وقابلیت ،وسیع ترین تجارت اور دور دور تک کی شہرت، کسی قوم وملت یا کسی فرد وشخص کی فتح وکامیابی، عزت وسربلندی ،عظمت وسرفرازی کے ضامن نہیں ہیں، بلکہ فتح وکامرانی،عزت وکامیابی عظمت وسربلندی،ودوام وسرفرازی کا سارا راز پوشیدہ اور مضمر ہے۔حق شنائی یعنی ایمان اورتقویٰ شعاری ،یعنی عمل صالح پر اور یہی ایمان وعمل کا خلاصہ ہے اور دین وشریعت کا۔لہٰذا نجات کا مدار شریعت اور دین کی پیروی پر ہے اور یہ بغیر علم دین وشریعت کے حاصل نہیں ہوسکتا،لہٰذا علم دین ضروری ہے۔

اسی پر فضیلت وبزرگی کا دارومدار ہے، اس کے بغیر دنیا کی تمام چیزیں ہیچ وذلیل اور نا قابل توجہ ہیں۔

فصل سوم

اہل وعیال کو علم سکھانے کی ضرورت وفضیلت

جس طرح اپنے آپ کو علم دین سے آراستہ کرنا ضروری ہے،اسی طرح اپنے بچوں، گھر والوں، ماتحتوں کو بھی علم دین سکھانا فرض وضروری ہے ،پہلی فصل میں یہ آیت گذر چکی ہے ،جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ،اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال، بیوی

بچے اور ماتحت لوگوں کو دوزخ سے بچانے کی سبیل کرنا ضروری ہے۔ اور ان کو دوزخ سے بچانا یہی ہے کہ ان کو علم سے آراستہ کرے، اللہ کے حکموں پر چلنے کی نصیحت کرے، چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علماء نے جو روایتیں بیان فرمائی ہیں، ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت بالا کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے نفس کو بچالیں گے، لیکن اپنی بیوی بچوں کو کیسے بچائیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کو ان چیزوں سے منع کرو جن سے تمہیں منع فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور ان باتوں کا ان کو حکم دو جن کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔(۱)

(۲) ابن المنذر نے حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور ایک جماعت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خیر وبھلائی (نیکی) کی باتوں کا علم سکھاؤ اور ان کو ادب دو۔(۲)

(۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کو دعا وذکر کا حکم دو، تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کو بچالے۔(۳)

(۴) امام بخاری نے تعلیقاً اور فریابی نے موصولاً حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرو اور ان کو ادب سکھاؤ۔(۴)

---

(۱) روح المعانی ۲۸/۱۵۶، تفسیر القرطبی ۱۸/۱۹۵ (۲) روح المعانی ۲۸/۱۵۶، وذکرہ فی الفتح بدون لفظ انفسکم معزیا الی الحاکم وقال رواتہ ثقات، فتح الباری ۸/۶۵۹
(۳) قرطبی ۸/۱۹۴ (۴) بخاری ۲/۷۳۰ وفتح الباری ۸/۶۵۹

ان سب روایتوں سے ثابت ہوا کہ اہل وعیال کو دوزخ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو علم وادب سکھایا جائے، اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کی تاکید و وصیت کی جائے، یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور اس کا حکم صاف طور پر قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی آیت سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے جیسا کہ اوپر ہم نے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور حدیثوں میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری ومسلم میں ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور قیامت کے دن وہ اپنی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا— مرد اپنے اہل وعیال پر حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں پر حاکم ہے اور اس سے بھی ان کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ (۱)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عورت و مرد دونوں سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھ ہوگی، مگر یہ کیا پوچھ ہوگی، اس کا ذکر نہیں ہے، مگر یہ بالکل ظاہر ہے وہ یہ کہ ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ تم نے ان کے حقوق ادا کیے یا نہیں؟ اور ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو علم وادب سکھائے، لہٰذا اگر اپنے بچوں کو یا بیوی کو علم دین نہ سکھایا تو پوچھ ہوگی اور پوچھ تو ان ہی باتوں کی ہوتی ہے جو فرض وواجب اور ضروری ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ اہل وعیال کو علم وادب سکھانا ضروری ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

''جاننا چاہئے کہ جس طرح نفقات حسیّہ (کھانا، پانی، کپڑا، مکان) سے بی بی اور اولاد اور متعلقین کی جسمی تربیت ضروری ہے، اسی طرح علوم اور اصلاح کے

(۱) بخاری کتاب الاحکام ۲/۱۰۵۷ ومسلم کتاب الامارۃ ۲/۱۲۲ (۲) اصلاح انقلاب امت: ۱۹۴

طریقوں سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے۔"(۲)

عورت بھی ذمہ دار ہے

اوپر جو حدیث گذری، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی اپنے بچوں اور ماتحتوں کی ذمہ دار ہے، اور اس سے بھی ان کے بارے میں سوال ہوگا، چنانچہ علماء نے اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ ہر مکلّف سے باز پرس ہوگی اگر وہ اس شخص کے بارے میں کوتاہی کرے جو اس کے ماتحت ہے۔(۱)

اور یہ بات شرعاً و عرفاً معلوم ہے کہ بچے ماں کے ماتحت ہوتے ہیں، اس لیے اگر وہ ان کے بارے میں کوتاہی کرے گی اور ان کو علم و ادب نہ سکھائے گی، ان کی اصلاح نہ کرے گی تو اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورتیں عام طور پر اس میں بڑی کوتاہی کرتی ہیں، وہ اپنے بچوں کو کھلانے پلانے، پہنانے اڑھانے، سیر و تفریح کرانے اور ان کی دلجوئی کی خاطر ان کی خواہشوں کو پوری کرنے میں جس قدر چست ہوتی ہیں، ان کو علم و ادب سکھانے اور انکی اصلاح کرنے میں اسی قدر سست ہوتی ہیں۔

ماؤ و بہنو! یہ تمہاری بہت بڑی اور اہم ذمہ داری ہے، اس میں تم نے اگر غفلت کی اور تمہاری اولاد دین سے دور ہوگئی اور دنیا کے بکھیڑوں میں پڑ گئی تو وہ دوزخ میں جائے گی، کیا تم اپنی اولاد کو دوزخ میں دیکھنا پسند کرو گی؟

تمہارا بچہ اگر کبھی چولھے کے قریب آجائے تو تم فکرمند ہو جاتی ہو، اس کو فوراً چولھے سے دور لے جا کر بٹھا دیتی ہو، نیز اگر تمہارے بچوں کو کچھ درد و تکلیف

(۱) فتح الباری ۱۳/۱۱۳

ہوجائے تو تمہاری نیندحرام ہوجاتی ہے، اگر یہی تمہارا بچہ جہنم میں پڑا ہوا ہو اور روتا پلاتا تم کو دکھائی دے تو کیا تم کو آرام مل جائے گا، کیا تم پریشان نہ ہوگی؟

اس لیے تم اپنی اولاد کو نیک بنانے، اللہ والا بنانے، رسول اللہ کا چاہنے والا بنانے، دین کا خادم بنانے کی فکر کرو، اس میں تمہارے لیے بھی راحت ہے اور بچوں کے لیے بھی نجات ہے۔

الغرض عورت ہو یا مرد ہر ایک کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم وتربیت کی فکر کرنا چاہئے۔

۞ ہماری افسوس ناک حالت:

مگر ہماری حالت نہایت افسوسناک ہے کہ ہم بچوں کو تعلیم وتربیت کے بجائے ان کو بگاڑتے اور غلط راہوں پر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بچہ بولنے لگتا ہے تو اس کو فحش گانے سکھائے جاتے ہیں اور وہ گائے تو ماں باپ اور گھر والے اس کو خوش ہو کر ہاتھوں ہاتھ لیتے پھرتے ہیں، سنیما اور ٹیلی ویژن کے فحش پروگرام اس کو دیکھنے دیتے ہیں، بلکہ خود دکھاتے ہیں اور یوروپ کے دلدادہ لوگ بچوں کو صرف دنیوی تعلیم میں لگا دیتے ہیں اور دینی تعلیم کو فضول خیال کرتے ہیں بلکہ کبھی کہتے بھی ہیں، اور پڑھ کر فارغ ہوا تو ساری کوشش اس کو کسی اچھی جگہ نوکر بنانے کے لیے کرتے ہیں اور دنیا سے یوں ہی چلے جاتے ہیں۔

بھائیو، بزرگو! آپ جس طرح اپنے بچوں اور ماتحتوں کو دنیا میں خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں، کیا انکو آخرت میں اچھا دیکھنا آپ کو پسند نہیں ہے؟ اگر ہے تو بس اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کو دین کے علم سے آراستہ کرائیے۔

---

(۱) احمد، ابوداؤد، مشکوۃ ص:۱۸۶

❁ اہل وعیال کوتعلیم دینے کی فضیلت:

اپنے بچوں اور ماتحتوں کوتعلیم دینے کی بڑی فضیلت ہے۔

ایک حدیث میں اللہ کے رسول علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ:

''جوشخص قرآن پڑھااوراس پرعمل کیا، اس کے والدین کوقیامت کے دن ایسا تاج پہنایاجائے گا کہ اس کی روشنی، اس سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت وحسین ہوگی جو بالفرض تمہارے گھروں میں ہو، پس کیاخیال ہے تمہارااس کے بارے میں جس نے خودعمل کیا ہےقرآن پر۔''(۱)

اس حدیث میں غورکرنے کی بات یہ ہے کہ حضوراکرم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ بچہ قرآن پڑھ کرعمل کرتاہےتو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کوتاج پہنایاجائے گا، یہ کیوں؟ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ والدین نے اسکوتعلیم دینے اورادب سکھانے کااہتمام کیاتھا، اس کی وجہ سے ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ اگرانہوں نے کچھ نہ کیاہوتا تو ان کوثواب وفضیلت کیوں حاصل ہوتی؟ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کوقرآن اورعلم دین سکھانااوراس پرعمل کی انکوعادت ڈالنابڑے درجہ کا کام ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ اس مرد پررحم فرمائے جورات کو اٹھے، نماز پڑھےاوراپنی بیوی کوجگائے، اوروہ انکارکرےتواس کے چہرے پر پانی چھڑکے اوراللہ تعالیٰ اس عورت پررحم کرے جورات کواٹھے، نماز پڑھے، اوراپنے خاوندکوجگائےاوراگروہ انکارکرےتواس کے چہرے پر پانی چھڑکے۔''(۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

''جب مرداپنی بیوی کورات میں جگائے اوردونوں یاصرف مرد دورکعت

---

(۱) ریاض الصالحین ص:۴۳۴ (۲) ریاض الصالحین ص:۴۳۴

نماز پڑھے تو ان میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ ذاکرین میں لکھ لیتا ہے۔"(۲)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی کو اور عورت اپنے خاوند کو نیکی کی طرف بلاتی ہے تو اس کے لیے حضور اکرم علیہ السلام کی دعا ہے کہ اللہ اس پر رحم کرے اور آپ کی دعا تو ضرور قبول ہوگی تو اللہ کا اس پر رحم بھی ضرور ہوگا، نیز ان کو اللہ تعالیٰ ذاکرین (ذکر کرنے والوں) میں لکھ لیتا ہے۔ اللہ اکبر! کس قدر بڑی یہ فضیلت ہے بہر حال دین کا علم اور دین پر عمل کرنے کی تاکید کرنا، بڑی فضیلت کا کام ہے، اس میں سب کو حصہ لینا چاہئے غفلت نہ کرنا چاہئے۔

فصل چہارم

بچوں کی تربیت وتعلیم کا طریقہ

بچوں کی تربیت وتعلیم کا طریقہ کیا ہے؟ یہ ایک اہم بحث ہے، مگر اس مختصر رسالے میں اس پر چوں کہ زیادہ تفصیل سے لکھنے کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے چند حدیثوں اور علماء کے اقوال پر اکتفاء کرتا ہوں، اس سے خود بہت سی باتیں سمجھ لی جاسکتی ہیں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بچے جب بولنے لگیں تو انہیں لا الہ الا اللہ سکھاؤ، پھر مرنے تک پرواہ نہیں۔(۱)

(۲) نبی کریم ﷺ جب بنی عبدالمطلب کے خاندان میں کوئی بچہ بولنے لگتا تو اس کو یہ آیت سکھاتے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَّهُ شَرِیْکٌ فِی الْملکِ وَلَمْ یَکُنْ لهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْراً﴾

(۱) عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی: ۲۲۲

(ترجمہ) اور کہدو کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس کی کوئی اولا د نہیں اور اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کا کوئی کمزوری کی وجہ سے مددگار نہیں اور اس کی بڑائی بیان کرو۔ (بنی اسرائیل)

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو تین باتوں پر ڈھالو، ایک تمہارے نبی (محمد ﷺ) کی محبت، دوسرے نبی کے اہل بیت (گھر و خاندان والوں) کی محبت، تیسرے قرآن کریم کی تلاوت، کیوں کہ قرآن کے حامل (پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے) انبیاء و مقربین کے ساتھ، اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، اس دن کہ اس میں سوائے اس کے سایہ کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (۱)

(۴) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور اس پر ان کو مارو، جب کہ وہ دس سال کے ہو جائیں اور ایک روایت میں اس طرح فرمایا کہ جب بچہ دائیں سے بائیں کو پہچان لے تو نماز کا حکم کرو۔ (۲)

اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ سات سال کے بچوں کو نماز کی تاکید کی جائے اور دس سال کے ہو کر بھی وہ نماز نہ پڑھیں تو ان کو ماریں، علماء نے لکھا ہے کہ یہی حکم تمام فرائض مثلاً روزہ وغیرہ میں بھی ہے۔ (۳)

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچپن ہی سے بچوں کو نماز و روزہ وغیرہ فرائض اور ان کے مسائل بھی سکھا دینا ضروری ہے، کیوں کہ بغیر سکھائے حکم دینے اور نہ

---

(۱) طبرانی من کنوز السنۃ محمد علی صابونی ۱۳۸ (۲) جمع الفوائد ۱/۵۴ (۳) شامی ۱/۳۵۲
(۴) دیکھو در مختار و شامی ۴/۸۷ والبحر الرائق ۵/۴۹ والفقہ علی مذاہب الاربعۃ ۵/۶۳۷
(۵) بخاری ۱/۲۰۲، مسلم ۱/۳۴۳، طحاوی ۱/۲۵۱

کرنے پر سزا دینے کا کیا مطلب ہے؟ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ فرائض پر اور فرائض کی تعلیم پر سزا دینا اور مارنا بھی درست اور جائز ہے، جیسا کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے۔(۴)

(۵) حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے ایک مرتبہ زکوۃ کے کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لیا (اور چوں کہ سیدوں کو زکوٰۃ کا مال لینا کھانا ناجائز ہے) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اس کو نکال دیا اور فرمایا کہ ہم آل محمد کے لیے زکوۃ حلال نہیں ہے۔(۵)

علماء نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ بچوں کو حرام چیزوں کے استعمال سے روکنا اور منع کرنا چاہیے، نیز نفع کی چیزوں کی تعلیم دینا چاہیے، جیسا کہ اللہ کے رسول نے حضرت حسن سے فرمایا تھا، یہ سر پرستوں پر لازم وضروری ہے۔(۱)

ان سب احادیث اور علماء کے اقوال کو سامنے رکھنے سے یہ خلاصہ نکلتا ہے کہ بچوں کو ابتداء ہی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کا مطلب ومعنی سکھانا چاہیے، نیز اللہ کی وحدانیت اور اس کی بڑائی وعظمت دل میں بٹھانا چاہیے، جب ذرا عقل والا ہو جائے تو قرآن کی تلاوت، محبت رسول ومحبت صحابہ وعلماء کی تعلیم دینا چاہیے، نیز حدیث اور فقہ کے ضروری مسائل جو نماز روزہ وغیرہ فرائض سے متعلق ہیں، ان کی تعلیم دینا چاہیے، حرام اور ناجائز کاموں اور باتوں سے ان کو روکنا چاہیے۔

اس کے علاوہ علماء نے لکھا ہے کہ بچوں کو کھانے پینے کے آداب، رہن سہن کے طریقے بات چیت اور معاشرت کے طریقے، اخلاق اور تہذیب کی باتیں بھی سکھانا چاہیے اور بری صحبتوں اور غلط ماحول سے روکنا چاہیے۔(۲)

---

(۱) فتح الباری ۳/۳۵۵، شرح مسلم للنووی ۱/۳۴۴ (۲) احیاء العلوم للغزالیؒ ۳/۷۲ تا ۷۴

فصل پنجم

شوق علم کے چند واقعات

اس فصل میں ہم چند واقعات بیان کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام کا علم کا شوق اور اس کے لیے ان کی محنت ومشقت اور مجاہدہ معلوم ہوتا ہے۔

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ملک شام میں ایک صحابی ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں، انہوں نے اس حدیث کو سننے کے شوق سے ایک اونٹ خریدا اور ایک مہینہ تک چلتے رہے اور ملک شام کو پہنچ کر ان صحابی سے جن کا نام عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہے وہ حدیث سنی اور واپس آئے۔ (۱)

(۲) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ مصر میں حضرت عقبہ بن عامر کے پاس ایک حدیث ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ ابوایوبؓ نے مصر کا سفر فرمایا اور حضرت عقبہ کا گھر نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہاں کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد کے پاس گئے، انہوں نے ان کو روکا ٹھہرو، مگر ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عقبہؓ کے گھر جانا چاہتا ہوں، کسی واقف کو روکو، میرے ساتھ بھیج دو۔ چنانچہ ایک شخص کے ساتھ حضرت عقبہ کے گھر گئے اور حدیث سنی اور واپس چلے آئے وہ حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان کا عیب چھپاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا عیب چھپائے گا۔ (۲)

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک پڑوسی نے جن کا نام بعض علماء نے عتبان نقل کیا ہے، آپس میں باری مقرر کر رکھی تھی اللہ کے رسول علیہ السلام کی خدمت میں ایک دن وہ، اور ایک دن یہ حاضر ہوں گے اور آپ سے سنی ہوئی حدیث

---

(۱) بخاری: ۱/۱۷، فتح الباری ۱/۱۷۴، مفتاح الجنۃ: ۲۷ (۲) معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ۱۰ ومفتاح الجنۃ: ۲۷ (۳) بخاری ۱/۱۹، (۴) بخاری ۱/۱۹

اور باتیں ایک دوسرے کو بتائیں گے تا کہ وہ باتیں جو نہ سن سکے ہیں، وہ بھی معلوم ہو جائیں۔ (۳)

(۴) حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے ابواھاب کی لڑکی سے جب شادی کر لی تو ان کی رضاعی ماں نے آ کر ان سے کہا کہ میں نے تم کو بھی اور اس لڑکی کو بھی دودھ پلایا ہے (لہٰذا تمہارا اس لڑکی سے نکاح درست نہیں۔ یہ سن کر حضرت عقبہ مکہ مکرمہ سے رسول اکرم علیہ السلام کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور اس سلسلے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ نکاح کیسے ہوسکتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو الگ کر دیا۔ (۴)

فصل ششم

علم دین سے غفلت کی سزا

علم دین سے غفلت کی سزا یہ ہے کہ آدمی جہنم (دوزخ) میں ڈالا جائے گا، چنانچہ شروع میں جو آیت گذری جس میں فرمایا گیا ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوززح کی آگ سے بچاؤ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم نے علم وعمل کے ذریعہ دوزخ سے بچنے کا اہتمام نہ کیا تو دوزخ کی ہولناکیوں میں ہم کو بھی اور ہماری اولاد اور بیوی اور ماتحتوں کو ڈال دیا جائے گا۔

بھائیو اور بہنو! غور کرو اور سوچو کہ ہم دنیا کی معمولی آگ اور یہاں کی مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتے اور ہماری اولاد اور بیوی یا رشتہ داریوں کو تکلیف ہو جائے تو ہم بے چین ہو جاتے ہیں تو پھر دوزخ کی آگ میں ہم کو یا ہماری اہل وعیال کو ڈال دیا جائے تو کیا ہوگا اور ہم کیسے برداشت کر سکیں گے معلوم بھی ہے کہ جہنم کی آگ

---

(۱) مشکوٰۃ: ۵۰۲ (۲) ایضاً (۳) جمع الفوائد ۲/۳۰۷

دنیا کی آگ سے تقریباً (۷۰) گنا زیادہ تیز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ کی گرمی انہتر (۶۹) درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ (۱)

ایک حدیث میں ہے کہ دوزخ کی آگ کافر کے منہ کو بھون دے گی، اس کا اوپر کا ہونٹ اوپر کو سمٹ جائے گا، یہاں تک کہ آدھے سر تک چلا جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک جائے گا جو ناف تک پہنچ جائے گا۔ (۲)

ایک طبی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے رسول علیہ السلام کو دوزخ کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر سوئی کے سوراخ کے بقدر بھی جہنم کو دنیا میں کھولا جائے تو اس کی گرمی سے سارے زمین والے مرجائیں گے۔ (۳)

بھائیو اور بہنو! کیا اس ہولناک جہنم سے بچنے کے لیے تیاری کی ضرورت نہیں ہے؟ اگر ہے تو سمجھو کہ وہ علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے پوری ہوتی ہے۔

❁ اسکولوں میں ایمان پر ڈاکہ اور اس کا علاج وتدبیر:

آخر میں ایک بہت ہی توجہ کے قابل بات عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ آج کل لوگ دنیوی تعلیم کے لیے بچوں کو جن اسکولوں میں بھیجتے ہیں، ان میں دین کے لیے بڑا خطرہ ہے اور خاص طور پر عیسائی مشنری اسکولوں میں تو اسلام کے خلاف سازش جاری ہے، جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خود ہمارے تجربوں سے ثابت ہے، مثلاً ایک اسکول کے بارے میں ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ وہاں اوپر کی جانب سے پردہ کھلنے پر مٹھائیاں گرتی ہیں، بچوں کو یہ کہہ کر وہ دی جاتی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی ہیں، سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا کیا مقصد ہے، اسکے علاوہ بعض جگہ بائبل کے سبق بھی پڑھائے جاتے ہیں، بلکہ گھروں کو بھی ایسے خطوط اسکول کی طرف سے آتے

(۱) الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ: ۳۹۹

ہیں کہ گھر میں بھی بچوں کو بائبل کا سبق یاد کرایا جائے۔ حالاں کہ اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں، حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھ کر اللہ کے رسول ؐ نے ناراضگی ظاہر فرمائی تھی اور حضرت عمرؓ نے اس کو لے جا کر تنور میں جھونک دیا تھا۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بائبل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ الغرض آج اسکولوں میں ایمان کو کمزور یا ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور یہ دنیوی علوم بھی ضروری ہیں تو اس کا حل کیا ہے کہ ایمان بھی برقرار رہے اور یہ علوم بھی حاصل ہو جائیں؟ اس کا حل یہی ہے کہ مسلمان خود اپنی اسکول جاری کریں، میں علماء اور مسلم رہنماؤں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ میں کوشش کریں اور کم از کم مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو صبح وشام دینی مدرسوں میں بھیج کر ان کو دین کا علم سکھائیں اور ان کے ایمان کو مضبوط کرنے کی فکر کریں، یہی طریقہ ہے جہنم سے بچنے کا۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان مفتاحی